امام علی بن حمزہ کسائیؒ

اور ان کی علمی و دینی خدمات

جناب محمد الیاس الاعظمی

امام علی بن حمزہ کسائیؒ م ۱۸۹ھ/۸۰۵ء کا شمار تبع تابعین میں ہے، فن نحو، لغت و عربیت، فقہ اور خاص طور پر فن قرات میں ان کا مرتبہ اس درجہ بلند ہے کہ تذکرہ نگاروں نے ان کو امام القراء کا خطاب دیا ہے، تاحیات قرآن مجید کی خدمت درس و تدریس کے ساتھ تصنیف و تالیف سے بھی دلچسپی رہی۔ فن قرات میں غیر معمولی قابلیت اور مہارت کی وجہ سے قراء سبعہ میں شمار کیے جاتے ہیں، یہاں ان کی زندگی کے حالات و واقعات اور علمی و فنی خصوصیات و امتیازات کو قلم بند کیا جاتا ہے۔

نام و نسب

علی نام، ابوالحسن کنیت، کسائی نسبت اور معلوم شجرہ نسب مندرجہ ذیل ہے۔

ابوالحسن علی بن حمزہ بن عبداللہ بن بہمن بن فیروز [1]

ان کے شجرہ نسب میں اختلاف ہے۔ تذکرہ نگاروں نے ان کے پردادا کا نام قیس، عثمان اور بہمن لکھا ہے۔[2] ابن کثیر نے ان کے پردادا کا نام لکھا ہی نہیں ہے بلکہ ان کی جگہ ان کے جد اعلیٰ کا نام لکھا ہے۔[3] صحیح یہ ہے کہ ان کے پردادا کا نام بہمن تھا اس کا ذکر بہت سے تذکرہ نگاروں نے کیا ہے، صولی کا بیان ہے کہ یہ علی بن حمزہ بن عبداللہ بن بہمن بن فیروز مولیٰ بنو اسد ہیں[4]

---

[1] غایۃ النہایۃ: ۱/۳۵ والفہرست ص ۹۷

[2] ایضاً و تہذیب التہذیب: ۷/۳۱۴

[3] البدایہ والنہایۃ: ۱۰/۲۰۲

[4] معرفۃ القراء ۱/۱۲۱ و تاریخ بغداد ۱۱/۴۰۴

ان کی کنیت میں بھی اختلاف ہے۔ ایک قول کے مطابق ان کی کنیت ابوعبداللہ ہے[۱]۔ مگر یہ قول ضعیف ہے، اور صحیح کنیت ابوالحسن ہی ہے کیونکہ سوائے ابن الندیم کے کسی اور نے اُس کنیت کا ذکر نہیں کیا ہے۔

نسبتیں

یہ کسائی، اسدی، نحوی اور کوفی کی نسبتوں سے معروف ہیں۔ تذکرہ نگاروں کے یہاں ان کی معروف نسبت کسائی کے بارے میں مختلف بیانات ملتے ہیں۔

۱۔ حج بیت اللہ میں احرام کسا یعنی کمبل کا باندھا تھا اس لیے کسائی سے مشہور ہوئے[۲]، عبدالرحیم بن موسیٰ کہتے ہیں کہ میں نے امام کسائی سے دریافت کیا کہ آپ کو کسائی کیوں کہا جانے لگا تو انھوں نے فرمایا کہ میں نے احرام کمبل میں باندھا تھا[۳]، علامہ ابن القاصح بغدادی لکھتے ہیں:۔

قیل له الکسائی من اجل انه	ان کو کسائی اس لیے کہا جاتا ہے کہ انھوں
احرم فی کساء[۴]	نے ایک کمبل میں احرام باندھا تھا۔

علامہ شاطبی اپنے قصیدہ میں فرماتے ہیں:۔

واما علی فالکسائی نعته ۔۔۔ لما کان فی الاحرام فیه تسربلا

اور علی سے مراد امام کسائی ہیں اور ان کا یہ نام اس لیے پڑا کہ انھوں نے کمبل کا احرام باندھا تھا۔

۲۔ امام حمزۃ الزیات کوفی کے حلقہ درس میں کسا اوڑھ کر بیٹھتے تھے اور وہ فرماتے صاحب کسا کو میرے پاس لاؤ، امام اہوازی کا بیان ہے کہ میرے نزدیک اشبہ بالصواب یہی ہے[۵]۔

۳۔ یہ جب کوفہ آئے تو کسا اوڑھے ہوئے تھے اس لیے کسائی سے مشہور ہوئے[۶]۔

---

[۱] الفہرست ص ۹۷

[۲] البدایہ والنہایہ ۲۰۱/۱۰ وغایۃ النہایۃ ۵۳۹/۱

[۳] ایضاً ومعرفۃ القراء ۱۲۲/۱ وتاریخ بغداد ۴۰۴/۱۱۔

[۴] سراج القاری المبتدی ص ۱۲

[۵] غایۃ النہایۃ ۵۳۹/۱ وابراز المعانی ص ۲۴-۲۵

[۶] تذکرۃ النحاۃ ص ۱۵۔

۴۔ خلف بن ہشام کا بیان ہے کہ علی بن حمزہ کوفہ آئے تو مسجد السبیع میں اس وقت پہنچے جب فجر کی اذان ہو رہی تھی وہاں امام حمزہ پڑھ رہے تھے۔ علی بن حمزہ اس وقت کمبل اوڑھے ہوئے تھے امام حمزہ نے کہا یہ کون ہیں لوگوں نے کہا کوئی صاحب کسا ہیں۔ لوگوں نے ازراہ تضحیک یہ کہا اگر کپڑا بننے والا ہوگا تو سورہ یوسف پڑھے گا اور اگر ملاح ہوگا تو سورہ طٰہٰ پڑھے گا یہ جملہ امام کسائی نے سن لیا پھر انھوں نے تلاوت شروع کی اور سورہ یوسف پڑھنا شروع کیا اور جب الذئب پر پہونچے تو الذئب بغیر ہمزہ کے پڑھا اس پر امام حمزہ نے کہا الذئب پر ہمزہ ہے کسائی نے کہا الحوت پر بھی ہمزہ ہے مگر بغیر ہمزہ کیوں پڑھتے ہیں۔ امام حمزہ نے اس کا جواب دینے کے لیے خلاد الاحول کو اشارہ کیا اور وہ حاضرین مجلس کو لے کر آگے بڑھے اور مناظرہ کیا مگر وہ امام کسائی کو کچھ قائل نہ کر سکے بالآخر انھوں نے امام کسائی سے کہا کہ اللہ آپ پر رحم کرے آپ ہی بتائیں۔ امام کسائی نے کہا اس پارچہ باف سے سنو اور پھر اسے بخوبی سمجھایا اور یہ شعر بھی شہادت کے طور پر پڑھا۔

ایہا الذئب وابنہ وابوہ　　　انت عندی من اذوب ضاریات

اسی دن سے یہ کسائی کہے جانے لگے[1]

اس واقعہ کو ابو بکر الانباری نے بھی قدرے ترمیم و اضافہ کے ساتھ لکھا ہے[2]

۵۔ امام کسائی جہاں کے رہنے والے تھے اس جگہ کا نام کسا تھا اس لیے کسائی سے معروف ہوئے[3]

تمام تذکرہ نگاروں نے اول الذکر وجہ تسمیہ کو صحیح قرار دیا ہے۔ علامہ ابن الجزری نے بھی اسی کو درست قرار دیا ہے[4] آخر الذکر وجہ تسمیہ کو وہ سب سے زیادہ ضعیف سمجھتے ہیں[5]
چونکہ بنو اسد کے آزاد کردہ غلام تھے[6] اس لیے اسدی اور کوفہ کے باشندے تھے اس

---

[1] تاریخ بغداد ۱۱/۴۰۵

[2] نزہۃ الالبا ص ۶۸ تا ۷۴

[3] ماہنامہ المعارف لاہور مارچ ۱۹۶۹ء ص ۲۹

[4] غایۃ النہایۃ ۱/۵۳۹　　[5] ایضاً

[6] معرفۃ القراء ۱/۱۲۱

لیے کوفی اور فن نحو میں متبحر ہونے کی بنا پر نحوی سے معروف ہیں۔

پیدائش اور وطن

امام کسائی کا سنہ پیدائش قطعیت کے ساتھ نہیں ملتا تاہم علامہ ذہبی نے لکھا ہے کہ ان کی پیدائش ۱۲۰ھ کے آس پاس ہوئی[۱] حافظ ابوالعلاء نے ان کی عمر ستر سال بتائی ہے[۲]
چونکہ ان کا سنہ وفات ۱۸۹ھ ہے[۳] اس لحاظ سے ان کا سنہ پیدائش ۱۱۹ھ ہونا چاہیے۔
خیرالدین زرکلی کا بیان ہے کہ امام کسائی کوفہ کے ایک گاؤں میں پیدا ہوئے[۴] اور یہیں ان کی پرورش و پرداخت بھی ہوئی[۵] یہ ہشام بن عبدالملک کا زمانہ حکومت تھا۔
امام کسائی اصلاً فارسی النسل اور سواد عراق کے باشندے تھے،[۶] امام سرخسی نے لکھا ہے کہ یہ امام محمد بن حسن شیبانی کے خالہ زاد بھائی تھے[۷]

تجرد

انھوں نے شادی نہیں کی اور مجرد زندگی گذاری، علامہ یافعی لکھتے ہیں: ان کے پاس بیوی تھی اور نہ لونڈی[۸]

تحصیل علم اور شیوخ

امام کسائی کی پوری زندگی تعلیم و تعلم میں گزری انھوں نے فن قرآت، نحو اور لغت وغیرہ کی تعلیم حاصل کی خصوصیت سے فن قرآت اور علم النحو میں اس قدر مہارت پیدا کی کہ اس میں یکتائے روزگار ہوئے۔ امام خلف کا بیان ہے کہ انھوں نے چھوٹی عمر میں قرآن پڑھا اور بڑی عمر میں لوگوں کو پڑھایا نحو اور لغت کی تعلیم اسی عمر میں حاصل کی۔

---

[۱] ایضاً ۱/۱۲۰
[۲] غایۃ النہایۃ ۱/۵۴۰
[۳] المعارف ص ۵۴۵
[۴] الاعلام ۴/۲۸۳
[۵] الفہرست ص ۴۴
[۶] الاعلام ۴/۲۸۳ - وغایۃ النہایۃ ۱/۵۳۵
[۷] تبع تابعین ۲/۱۶۵
[۸] مرأۃ الجنان ۱/۴۲۱ ۲۱۸

علم قرأت امام حمزۃ الزیات کوفی سے حاصل کیا جو ان پر بڑا اعتماد کرتے تھے ان سے چار مرتبہ قرآن پڑھ کر ان کے نامور تلامذہ میں شمار ہوئے بعد میں ایک زمانہ تک اپنے استاذ کی قرأت کا درس دیا۔ البتہ بعض مقامات پر ان سے اختلاف بھی کیا اور ان کے استاذ اس اختلاف سے واقف بھی تھے کیونکہ حصول علم قرأت میں ان کا یہ معمول تھا کہ امام حمزہ کے بعض اصولوں کو ضبط کرتے اور بعض کو چھوڑ دیتے ان کے علاوہ اور بھی بہت سے ائمہ قرأت سے فن قرأت سیکھا۔ ابن مجاہد فرماتے ہیں کہ امام کسائیؒ نے امام حمزہ کے علاوہ ایسے ماہرین فن سے بھی علم قرأت حاصل کیا جن کی قرأتیں سلف کے مطابق تھیں[1] پھر امام کسائیؒ نے خود ایک طرز قرأت کو اختیار کیا اور اس کی تعلیم دی[2]۔ ان کے چند شیوخ کے نام یہ ہیں :۔

امام حمزہ بن حبیب الزیات کوفی، عیسیٰ عمر، ہمدانی، محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ انصاریؒ ابوبکر بن عیاش اسدی، اسماعیل، یعقوب ابن جعفر، عبدالرحمان بن ابی حماد، مفضل بن محمد ضبی، زائدہ بن قدامہ، اعمش، محمد بن حسن بن ابی سارۃ، قتیبہ بن مہران، ابو حیوٰۃ شریح وغیرہ[3]

مؤخر الذکر دو اساتذہ نے خود ان سے بھی استفادہ کیا[4] ہذلی نے ان کے اساتذہ میں امام نافع بن ابو نعیم مدنی کا بھی ذکر کیا ہے، مگر یہ درست نہیں۔ علامہ ابن الجزری کہتے ہیں کہ امام کسائیؒ نے انھیں دیکھا تک نہیں تھا[5]

سلسلۂ قرأت

امام کسائی نے امام حمزہ کے علاوہ عیسیٰ بن عمر اور طلحہ بن مصرف سے بھی سند لی جن کا سلسلہ ابراہیم نخعی، علقمہ بن قیس اور حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ کے واسطوں سے، جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہونچتا ہے[6]

---

[1] غایۃ النہایہ ۵۳۵/۱ و ۵۳۸ - والبدایہ والنہایہ ۲۰۲/۱۰ وتہذیب التہذیب ۳۱۳/۷

[2] تاریخ بغداد ۴۰۳/۱۱

[3] غایۃ النہایۃ ۵۳۵/۱ - ۵۳۶ ومعرفۃ القراء ۱۲۰/۱ — ۱۲۱

[4] ایضاً [5] ایضاً

[6] سراج القاری المبتدی ص ۱۲

درس وافادہ

امام کسائیؒ کا حلقۂ درس بہت وسیع تھا ان سے استفادہ کرنے والوں کا اس قدر مجمع ہوتا تھا کہ سب کو ایک ساتھ پڑھانا مشکل ہو جاتا چنانچہ امام کسائیؒ کرسی پر بیٹھ کر درس دیتے یہاں تک کہ لوگوں کو مقاطع ومبادی کی بھی تعلیم دیتے[۱]

خلف کا بیان ہے کہ جب ماہ شعبان آتا تو ان کے لیے ایک منبر بنایا جاتا اور یہ اس پر بیٹھ کر لوگوں کو پڑھاتے اور روزانہ آدھی منزل پڑھاتے اس طرح شعبان میں دو مرتبہ قرآن پاک ختم کرتے[۲]

تلامذہ

امام کسائیؒ کثیر التلامذہ ہیں ان کے تلامذہ میں نامور ائمہ قرآت وحدیث اور ارباب حکومت بھی شامل ہیں ہارون الرشید اور اس کے صاحبزادوں امین اور مامون کو بھی قرأت اور لغت وعربیت کی تعلیم دی[۳] بغداد میں ان کا فیض عام تھا ابن الانباری نے لکھا ہے کہ انھوں نے بغداد کے قرار کو پڑھایا، پھر ایک قرآت اختیار کی اور لوگوں کو اس کی تعلیم دی[۴] ان کے تلامذہ کے نام یہ ہیں :۔

ابوالحارث لیث بن خالد، ابوعمرو حفص دوری، نصیر بن یوسف رازی، ابراہیم بن زاذان، ابراہیم بن حریش، احمد بن جبیر، احمد بن ابی سریج، احمد بن ابی ذھل، احمد بن منصور بغدادی، احمد بن واصل، اسماعیل بن مدان، حمدویہ بن میمون، حمید بن رفیع خزاز، زکریا بن وردان، سورۃ المبارک، قتیبہ بن مہران اصفہانی۔ احمد بن سریج نہشلی، ابوعبید قاسم بن سلام، ابوحمدون طیب بن اسماعیل، سریج بن یونس، عبدالرحمٰن بن واقد، عیسیٰ بن سلیمان الشیزری، احمد بن جبیر انطاکی، محمد بن سفیان، عبدالرحیم بن حبیب، عبدالقدوس بن عبدالمجید، عبداللہ بن احمد بن ذکوان، عبداللہ

۱؎ غایۃ النہایۃ ۱/۵۳۸

۲؎ تاریخ بغداد ۱۱/۴۰۸

۳؎ البدایہ والنہایہ ۱۰/۲۰۲

ابن موسیٰ، عدی بن زیاد، علی بن عاصم، عمر بن حفص مسجدی، فضل بن ابراہیم، فورک بن شبویہ، محمد بن سنان، محمد بن واصل، مطلب بن عبدالرحمٰن، مغیر بن شعیب، ابو توبہ میمون بن حفص، ابو اناس ہارون بن سورۃ المبارک، ہارون ابن عیسیٰ، ہارون بن یزید، ہاشم بن عبدالعزیز بربری، یحییٰ بن آدم، یحییٰ بن زیاد خوارزمی، اسحاق بن اسرائیل، حاجب بن ولید، حجاج بن یوسف بن قتیبہ، خلف بن ہشام البزار، زکریا بن یحییٰ انماطی، ابوحیوۃ شریح بن یزید، صالح الناقط، عبدالواحد بن میسرہ قرشی، علی بن ہشام، عمر بن نعیم بن میسرہ، مردہ بن محمد اسدی، عون بن الحکم، محمد بن زریق محمد بن سعد، محمد بن عبداللہ بن یزید حضرمی، محمد بن عمر رومی، محمد بن مغیرہ، محمد بن یزید رفاعی، یحییٰ بن زیاد الفراء، یعقوب الدورقی، یعقوب حضرمی، عبداللہ ابن ذکوان وغیرہ[1]

بعض لوگوں نے عبداللہ ابن ذکوان کے امام کسائی سے پڑھنے کے واقعہ کو بعید از قیاس قرار دیا ہے اور اس سلسلے میں نقاش کی روایت پر اس لیے تنقید کی ہے کہ وہ اکثر عجیب و غریب باتیں روایت کرتے ہیں اور یہ بھی دلیل دی ہے کہ حافظ ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں اس طرح کی کوئی بات نہیں لکھی ہے، جبکہ واقعہ یہ ہے کہ خود امام عبداللہ ابن ذکوان کا بیان ہے کہ میں امام کسائی کے پاس چار ماہ رہا[2] اور کئی بار قرآن پڑھا، علامہ ابن الجزری نے اس سلسلے میں نصیر کا ایک قول نقل کیا ہے جس سے امام کسائی کے مسجد دمشق میں پڑھانے کی تائید ہوتی ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ امام کسائی کو دمشق جانے میں کوئی چیز مانع بھی نہیں تھی کیونکہ وہ ابتداء سے اسفار کے عادی تھے[3]

رواۃ قرأت

امام کسائی کے جن شاگردوں سے ان کی قرآت کی ترویج و اشاعت ہوئی اور جن کو اہلِ فن نے رواۃ قرأت قرار دیا ہے ان کے نام یہ ہیں:۔

(۱) امام ابوالحارث لیث بن خالد (۲) امام ابو عمرو حفص دوری

---

[1] غایۃ النہایہ ۱/۵۳۶ - ۵۲۷ ومعرفۃ القراء ۱/۱۲۱

[2] ایک قول کے مطابق سات ماہ۔

[3] معرفۃ القراء ۱/۱۲۶ وغایۃ النہایہ ۱/۵۳۷۔

علم وفضل

امام کسائی علم وفضل میں بے مثل اور عظیم المرتبت تھے ان کی شخصیت جامع کمالات تھی علامہ ذہبی نے احد الاعلام لکھا ہے ابوبکر الانباری فرماتے ہیں کہ ان کی شخصیت متعدد خصوصیات کا مجموعہ تھی یہ فن نحو کے بڑے عالم ناموس اور اجنبی الفاظ میں نادرہ عصر اور فن قرآت میں ممتاز تھے۔[1]

خیر الدین زرکلی لکھتے ہیں:۔

واخباره مع علماء الادب فی عصره کثیرة[2] — ہم عصر علمائے ادب کے ساتھ ان کے بہت سے واقعات منقول ہیں۔

قاضی احمد بن کامل فرماتے ہیں۔

وکان عظیم القدر فی ادبه وفضله[3] — کسائی اپنے علم وادب میں عظیم المرتبت تھے۔

ان کے شاگرد فراء کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ ایک شخص نے میری تعریف کی اور کہا کہ آپ کسائی کے پاس کیوں جاتے ہیں۔ آپ تو علم نحو میں ان کے ہم پلہ ہیں، چنانچہ میں نے اس زعم میں مبتلا ہو کر ان سے مناظرہ کیا تو مجھے معلوم ہوا کہ میری حیثیت ایک چڑیا کی سی ہے جو سمندر میں پانی پی رہی ہو۔[4]

ایک مرتبہ ایک اعرابی نے امام کسائی سے تاروں کے بارے میں دریافت کیا تو انھوں نے تاروں کی بھرپور تفصیل بتائی جس پر اس اعرابی نے کہا:۔

ما فی العرب اعلم منک[5] — عرب میں آپ جیسا کوئی عالم نہیں ہے۔

ابن الاعرابی فرماتے ہیں:۔

کان الکسائی اعلم الناس ضابطا عالما بالعربیة قارئا صدوقا[6] — امام کسائی بڑے عالم قوی الحافظہ، عربیت کے ماہر، قرآن کے قاری اور صدوق تھے۔

محمد سجستانی کا بیان ہے کہ اہل کوفہ کا ایک عامل بصرہ آیا تو میں اس کے یہاں گیا

---

[1] معرفۃ القراء ۱/۱۲۳ وغایۃ النہایہ ۱/۵۳۸

[2] الاعلام ۴/۲۸۳ [3] نزہۃ الاولیا ص ۹۴

[4] بغیۃ الوعاۃ ص۳۳۶ [5] تاریخ بغداد ۱۱/۴۰۶ [6] ایضاً ص۳۳۶

اس نے مجھ سے دریافت کیا کہ اے سجستانی علمائے بصرہ کون ہیں، میں نے زیاری، مازنی، ہلال، شاذکونی اور ابن کلبی وغیرہ کے نام بتائے اور انھیں جن علوم میں مہارت حاصل تھی اس کا بھی تذکرہ کیا، چنانچہ عامل بصرہ نے ایک دن ان سب کو جمع کیا اور ہر شخص سے کچھ سوالات کئے علمائے بصرہ نے ان کے جوابات دینے سے اس لیے معذرت کری کہ وہ سوال ان کے فن سے متعلق نہ تھا۔ واضح رہے کہ عامل بصرہ نے جان بوجھ کر ہر عالم سے ایسے سوالات کیے جن کا تعلق اس کے خاص علم سے نہیں تھا، پھر عامل بصرہ نے کہا اہل کوفہ کے ایک عالم امام کسائی ہیں ان سے جس فن سے متعلق سوال کرو وہ اس کا ضرور جواب دیتے ہیں[1]۔ خیرالدین زرکلی کہتے ہیں:

امام فی اللغۃ والنحو والقرأۃ من اهل الکوفۃ[2]	امام کسائی لغت، نحو اور علم قرأت میں اہل کوفہ کے امام تھے۔

علامہ ذہبی لکھتے ہیں:-

والیہ انتھت الامامۃ فی القرأۃ والعربیۃ[3]	امام کسائی کی ذات پر قرأت وعربیت کی امامت ختم ہوتی تھی۔

صاحب تذکرۃ النحاۃ لکھتے ہیں:

در نحو ولغت از کبار ائمہ بود[4]	وہ نحو ولغت کے کبار ائمہ میں سے تھے۔

علامہ شبلی نعمانی نے بھی انھیں مجتہد فن لکھا ہے[5]

قرأت میں ان کا مرتبہ

اس سے پہلے یہ بات گزر چکی ہے کہ فن قرأت میں انھیں امامت کا مرتبہ حاصل تھا اور وہ امام قرأت کہے جاتے تھے علامہ ابن الجزری نے لکھا ہے کہ ان کی ذات پر علم قرأت اور عربیت کی امامت ختم ہوتی ہے[6]۔ علامہ ابن حجر نے لکھا ہے کہ کسائی بغداد میں علم قرأت وتجوید کے امام تھے[7] ابن مجاہد کا بیان ہے کہ امام کسائی اپنے زمانہ میں قرأت

۱؎ تاریخ بغداد ۱۱/۴۰۷ ۲؎ الاعلام ۴/۲۸۳
۳؎ معرفۃ القراء ۱/۱۲۱ ۴؎ تذکرۃ النحاۃ ص۱۵
۵؎ المامون ص۲۵ ۶؎ غایۃ النہایہ ۱/۵۳۶ ۷؎ تہذیب التہذیب ۷/۲۱۳

میں لوگوں کے امام تھے[۱] ابو طیب نغوی کا بیان ہے کہ امام کسائیؒ اہل کوفہ کے عالم اور ان کے امام تھے، اہلِ علم کا مرجع اور ان کے مصلح تھے[۲] ابو عبید کتاب القرآت میں لکھتے ہیں:۔

وکان من اھل القراٗۃ وھی کانت	وہ فن قرأت سے وابستہ تھے اور یہی اصل
علمہ وصناعتہ ولم نجالس	ان کا موضوع علم اور اختصاص تھا اور اس
احداً کان اضبط ولا اقوم	فن میں ان سے زیادہ ذکی اور ٹھوس کسی
بھا منہ[۳]	شخص کو ہم نے نہیں پایا۔

امام کسائیؒ ایک مرتبہ پڑھاتے وقت کچھ غلطی کر گئے بعد میں لوگوں کے دریافت کرنے پر اس کا علم ہوا تو اسے درست کرایا اور اپنے شاگرد خلف بن ہشام سے کہا اے خلف میرے بعد کون ہوگا جو غلطیوں سے محفوظ رہے گا تو خلف نے کہا:

لا اما اذلم تسلم انت فلیس	نہیں، جب آپ جیسا شخص جس نے
یسلم منہ احد بعدک قرأت	بچپن میں قرآن پڑھا اور بڑے ہو کر لوگوں
القرآن صغیرا واقرأت الناس	کو پڑھایا اور اس کے فنی و نحوی نکات
کبیرا وطلبت الآثار فیہ	پر بحث کی، نہیں محفوظ رہ سکا تو آپ
والنحو[۴]	کے بعد کون محفوظ رہ سکتا ہے۔

امام کسائیؒ اپنے امتیازات کی بنا پر اپنے شیخ امام حمزۃ الزیات کوفی کی وفات کے بعد مسند کوفہ پر متمکن ہوئے اور امام القرار کے لقب سے یاد کیے گئے۔

حدیث

امام کسائیؒ اصلاً فن قرأت کے امام تھے اور گو وہ حدیث میں اس مقام تک نہیں پہونچے تاہم دستورِ زمانہ کے مطابق انھوں نے حدیث کا سماع سفیان بن عیینہ، جعفر صادق، اعمش، زائدہ بن قدامہ، سلیمان بن ارقم اور محمد بن عبید اللہ العرزمی وغیرہ سے کیا[۵] اور خود ان سے روایت

۱؎ کتاب التبصرہ ص ۱۲۴ ۲؎ ماہنامہ الرشاد اعظم گڑھ مئی جون ۸۰ء ص ۶۹
۳؎ معرفۃ القرار ۱/۱۲۲ ۴؎ غایۃ النہایہ ۱/۵۳۸ - ۵۳۹
۵؎ تہذیب التہذیب ۷/۳۱۳ ومعرفۃ القرار ۱/۱۲۰، ۱۲۲

کرنے والوں میں یحییٰ الفراء، خلف بن ہشام، محمد بن مغیرہ، اسحاق بن ابی اسرائیل، محمد بن یزید رفاعی، یعقوب الدورقی، احمد بن حنبل اور محمد بن سعد کے نام قابل ذکر ہیں[1]۔

صداقت

امام کسائیؒ صادق تھے، ابوعمرو دوری سے دریافت کیا گیا کہ آپ لوگ امام کسائیؒ کے ساتھ ان کی نخوت کے باوجود کیسے رہے تو انھوں نے کہا کہ ان کی زبان کی سچائی کی وجہ سے[2]۔

لغت وعربیت

امام کسائیؒ کو لغت وعربیت میں بھی جیسا کہ اوپر گذر چکا ہے بلند مقام حاصل تھا، تذکرہ نگاروں نے انھیں عربی زبان کا امام لکھا ہے اس کی تعلیم کوفہ سے بصرہ جا کر خلیل بن احمد، معاذ الہراء اور ابوجعفر رواسی وغیرہ سے حاصل کی تھی[3]۔

فضل بن شاذان کا بیان ہے کہ امام کسائیؒ امام حمزہ سے تحصیل علم قرأت کے بعد دیہاتوں میں گئے اور قریب سے ان (کی زبان) کا مطالعہ کیا پھر شہر واپس آئے تو لوگوں کو لغت کی تعلیم دی[4]۔

طلب نحو کا سبب

فن نحو سے ان کی رغبت ودلچسپی کا واقعہ بڑا سبق آموز اور دلچسپ ہے۔ ان کے شاگرد یحییٰ بن زیاد الفراء کا بیان ہے کہ امام کسائیؒ ایک دن پیادہ سفر کے بعد اپنے احباب میں پہونچے ان میں کچھ صاحب علم وفضل تھے اور اپنی تکان کو "عییت" سے بیان کیا اس پر ان کے احباب نے کہا کہ تم ہمارے ساتھ بیٹھتے ہو اور اس طرح کی غلطی کرتے ہو۔ امام کسائیؒ نے کہا میں نے کون سی غلطی کی ہے تو ان لوگوں نے بتایا کہ سفر کی تکان کو "عییت"

---

[1] تہذیب التہذیب ۷/۳۱۳ ومعرفۃ القراء ۱/۱۲۰ [2] معرفۃ القراء ۱/۱۲۳

[3] ایضاً ۱/۱۲۰ وغایۃ النہایہ ۱/۵۳۶ والفہرست ص۹۷ [4] غایۃ النہایہ ۱/۵۳۸

کے بجائے "اعییت" سے بیان کرنا چاہئے تھا عییت اس وقت بولتے ہیں جب انسان کو کوئی تدبیر سمجھ میں نہ آئے اور بالکل عاجز و بے بس ہو اس واقعہ سے امام کسائی نے بڑی خفت اور شرمندگی محسوس کی اور اسی وقت علم نحو حاصل کرنے کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے اور دریافت کیا کہ اس وقت علم نحو کی تعلیم کون دیتا ہے لوگوں نے معاذ الہرا کا نام بتایا چنانچہ امام کسائی ان کی خدمت میں رہنے لگے اور ان کے پاس جو کچھ تھا سب سیکھ لیا اس کے بعد بصرہ گئے اور امام النحو خلیل بن احمد سے ملاقات کی ان کے درس میں بیٹھے تو ایک اعرابی نے کہا:

ترکت اسدا و تمیما وعندھما	تم بنو اسد اور بنو تمیم جو فصاحت کے
الفصاحۃ وجئت الی البصرۃ	مالک ہیں ان کو چھوڑ کر بصرہ آئے ہو۔

پھر امام کسائی نے خلیل بن احمد سے دریافت کیا کہ آپ نے یہ علم کہاں سے حاصل کیا انھوں نے کہا کہ حجاز کے دیہاتوں نجد اور تہامہ سے پھر امام کسائی دیہاتوں کی طرف چلے گئے وہاں سے واپسی پر خلیل بن احمد کے پاس آئے تو ان کی وفات ہو چکی تھی اور ان کی جگہ پر یونس بن حبیب متمکن تھے۔ امام کسائی نے بہت سے مسائل میں ان سے گفتگو کی تو یونس بن حبیب نے ان کی تصدیق کی اور اپنی مسند درس ان کے حوالے کر دی[1]۔

علامہ ذہبی نے لکھا ہے کہ امام کسائی دیہاتوں کی طرف چلے گئے، اور ایک مدت تک غائب رہے اور نجد و تہامہ کے اعرابیوں سے لغات اور غریب و نادر الفاظ کو لکھا اور جب واپس آئے تو ان کے لکھنے پر وہ روشنائی کی پندرہ شیشیاں صرف کر چکے تھے[2] اسی طرح کے خیالات کا اظہار صاحب المدارس النحویہ نے بھی کیا ہے[3]۔

قرآت اور نحو

قرن اول میں ہر قاری نحوی ہوتا تھا۔ درحقیقت قرأتوں کے اختلافات ہی نے قاریوں کو اس طرف متوجہ کیا کہ وہ فن نحو کے اصول وضوابط منضبط کریں تاکہ قراء قرآن مجید کی تلاوت میں کلمات قرآن کی اصل واساس، موقع ومحل اور اعراب سمجھ سکیں، یہ امر بھی قابل ذکر

---

[1] نزہۃ الالباء ص ۸۲ تا ۸۲ و تاریخ بغداد ۱۱/۴۰۴ وبغیۃ الوعاۃ ص ۳۳۶

[2] معرفۃ القراء ۱/۱۲۱ [3] المدارس النحویہ ص ۱۵۹

ہے کہ بصرہ کے وہ تمام نحوی جو ابن اسحاق کے بعد کے ہیں ان سب کا تعلق طبقۂ قراء سے تھا، قراء سبعہ کے اکثر قاری نحوی ہیں مثلاً امام ابوعمرو بن العلاء بصری امام حمزۃ الزیات کوفی امام عاصم کوفی اور خود امام کسائیؒ وغیرہ۔

قراء سبعہ کے علاوہ اور بھی بہت سے قراء نحوی تھے جیسے ابن ابی اسحاق حضرمی، عیسیٰ بن عمر، خلیل بن احمد، یونس بن حبیب وغیرہ، سیبویہ بھی قراءتوں کے ماہر تھے اپنی تصنیف الکتاب میں اکثر قراءتوں سے بحث و تعرض کرتے ہیں۔

نحوی اسکول

علم نحو کے تین مراکز تھے جنھیں اسکول سے تعبیر کیا جاتا ہے اولیت بصری اسکول کو حاصل ہے۔ اس کے بعد کوفہ اور بغداد کے مراکز کا تذکرہ کیا جاتا ہے ان نحوی مراکز سے وابستہ علماء نے بڑی محنت کی اور فن نحو کو وسعت و ہمہ گیری بخشی، ان میں سرفہرست بصرہ میں سیبویہ کوفہ میں امام کسائیؒ اور بغداد میں ابن کیسان تھے کوفی اسکول کی ابتداء امام کسائیؒ کے استاذ ابوجعفر رواسی اور معاذ الہراء سے ہوتی ہے مگر امام کسائیؒ کی محنت وصلاحیت نے کوفی اسکول کا بانی قرار دینے کا جواز فراہم کر دیا دراصل کوفی نحو کی منظم اور منضبط ابتداء امام کسائیؒ اور ان کے شاگرد فراء سے ہوتی ہے، انھیں دونوں نے اس کے مقدمات ترتیب دیئے، اصول و ضوابط اور خطوط بنائے اور اپنی ذاتی صلاحیتوں کے ذریعہ کوفی اسکول کو ایک مستقل حیثیت دی۔

ان نحوی مراکز کے درمیان تنقید واعتراض کی معرکہ آرائی بھی ہوتی تھی، ابن الانباری نے ان کے اختلافات پر مشتمل ایک ضخیم کتاب بھی لکھی تھی چونکہ امام کسائیؒ اور ان کے ہم خیال نحویوں کا رویہ وسعت پسندانہ اور فراخدلانہ تھا وہ صرف فصحائے عرب ہی سے اشعار و امثال لینے پر اکتفا نہیں کرتے تھے بلکہ ان عربوں سے بھی روایت کرتے تھے جو شہروں میں رہتے تھے جبکہ اہل بصرہ ان سے روایت کرنے کو پسند نہیں کرتے تھے، اس لیے امام کسائیؒ کو اہل بصرہ اپنی تنقیدوں کا ہدف بناتے تھے جیسا کہ اس قول سے ظاہر ہے۔

انہ کان یسمع الشاذ الذی	وہ ایسے شاذ اقوال جو خطا و لحن کی بنیاد
لا یجوز من الخطا واللحن	پر نہیں لیے جا سکتے ان کو بھی یاد رکھتے

وشعر غیر اهل الفصاحة	تھے اور غیر فصحاء کے اشعار یا ضرورت کی
والضرورات ليجعل ذالك	بنیاد پر جن اشعار میں کمی ہوتی ان کو بھی نقل
اصلا ويقيس عليه حتی	کرتے تھے اور اسی کو اصل بنا کر اس پر
افسد النحو[1]	قیاس کرتے تھے اور اس طرح انھوں
	نے نحو کو خراب کر ڈالا۔

نحو میں کمال و امتیاز

اوپر گذر چکا ہے کہ امام کسائیؒ فن نحو کے بہت بڑے عالم تھے ان کی جلالت شان اور علوئے مرتبت کا اندازہ امام شافعی کے اس قول سے لگایا جا سکتا ہے کہ

من اراد ان يتبحر في النحو فهو	جو فن نحو میں مہارت حاصل کرنے کا
عيال على الكسائي[2]	آرزو مند ہو وہ امام کسائی کا محتاج ہے۔

ابن الانباری (م ۳۲۸ھ) فرماتے ہیں کہ امام کسائیؒ علم نحو کے ماہر اور عربیت میں بے نظیر تھے۔ ان پر علم نحو اور علم قرأت دونوں چیزیں منتہی ہوتی ہیں[3]

شعر و سخن

بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ انھیں اشعار سے خصوصی مناسبت تھی اور اپنے خیالات کی تائید میں اشعار پیش کرتے۔

دورقی کا بیان ہے کہ امام کسائیؒ اور امام یزیدی بیک وقت ہارون رشید کے پاس حاضر ہوئے نماز کا وقت آیا تو لوگوں نے امام کسائیؒ کو نماز پڑھانے کے لیے آگے بڑھا دیا، سورۃ الکافرون کی تلاوت کرتے ہوئے وہ کچھ بھول گئے اس پر یزیدی نے کہا قاری کوفہ سورۃ الکافرون کی تلاوت میں بھول جاتا ہے، پھر دوسری نماز میں لوگوں نے امام یزیدی کو نماز پڑھانے کے لیے آگے بڑھا دیا تو وہ سورۃ الفاتحہ میں بھول گئے، سلام کے بعد امام کسائیؒ نے یزیدی سے مخاطب ہو کر یہ شعر پڑھا:

---

[1] معجم الادباء ۵/۱۹۰ و مرأۃ الجنان ۱/۴۲۱

[2] العبر فی خبر من غبر ۱/۳۰۲ [3] بحوالہ علم قرأت اور قراء سبعہ، ص ۱۱۵

احفظ لسانك لا تقول فتبتلی ان البلاء موکل بالمنطق[۱]

(ترجمہ) اپنی زبان کو قابو میں رکھو بولو مت ورنہ مصیبت میں مبتلا ہو گے کیونکہ بولنا ہی مصیبت کا باعث ہوتا ہے۔

ایک مرتبہ امام نے مندرجہ ذیل اشعار لکھ کر خلیفہ ہارون رشید کی خدمت میں بھیجے جن میں اس کی تعریف تھی۔

قل للخلیفة ما تقول لمن امسی الیك بحرمة یدلی
مازلت مذصار الامین معی عبدی یدی ومطیتی رجلی
وعلی فراشی من ینبهنی من نومتی وقیامه قبلی
اسعی برجل منه ثالثة مرفورة منی بلا رحل
واذا رکبت اکون مرتدفا قدام سرجی راکبا مثلی
فأمنن علی بما یسکنه عنی واهد الغمد للنصل

ان اشعار کو پڑھ کر ہارون بہت خوش ہوا اور امام کسائی کو دس ہزار درہم، لونڈی، غلام، گھوڑا اور لباس وغیرہ بطور انعام دئیے[۲]

فقہی بصیرت

امام کسائی فقہ میں بھی درک و بصیرت رکھتے تھے، مشہور فقیہہ امام محمد بن حسن شیبانی ان کے خالہ زاد بھائی تھے، ان سے اکثر صحبتیں رہا کرتی تھیں۔ ہارون رشید نے اپنے دربار میں دونوں کو الگ الگ کرسیاں دی تھیں۔

عالم کوفہ کا بیان اوپر گذر چکا ہے کہ اہل کوفہ کے عالم امام کسائی ہر فن کے سوالوں کا جواب دیتے تھے ایک دن امام کسائی اور امام شیبانی دربار خلافت میں جمع تھے۔ امام کسائی نے کہا وہ کون سا علم ہے جو تمام علوم تک رہنمائی کرتا ہے تو انھوں نے لاعلمیت ظاہر کی اور پوچھا کہ اگر سجدہ سہو میں غلطی ہو جائے تو کیا پھر سجدہ کریں، امام کسائی نے کہا نہیں اور نحوی قواعد سے استدلال کرتے ہوئے بتایا کہ مصغر کا مصغر نہیں ہوتا۔[۳]

۱۔ غایۃ النہایہ ۱/۵۲۹ و نزہۃ الالباء ص ۸۹ — ۹۰

۲۔ تاریخ بغداد ۱۱/۴۱۲ و مرآۃ الجنان ۱/۴۲۱، ۴۲۹ ۳۔ ایضاً۔

اسی طرح امام کسائیؒ سے مشروط طلاق کی صحت وعدم صحت کے متعلق سوال کیا گیا تو انھوں نے اسے غیر درست بتایا، امام کسائیؒ کے اس جواب کی تشریح کرتے ہوئے ابن الیافعی لکھتے ہیں:

لایصح وقوعہ قبل وجود الصفۃ المعلق علیہا قال لم قال لان السیل لایسبق المطر[1]	جس کیفیت پر اس کا دار و مدار ہے اس کے وجود سے پہلے طلاق کا واقع ہونا درست نہیں ہے۔ پوچھا گیا کہ کیوں؟ تو انھوں نے کہا کہ اس لیے کہ سیلاب بارش سے پہلے نہیں آیا کرتا۔

امام ابویوسف امام کسائیؒ کے بارے میں اچھی رائے نہیں رکھتے تھے اور کہتے تھے کہ کسائیؒ کو کلام عرب کی ذرا سی واقفیت ہے، ان دونوں کا ایک بار خلیفہ ہارون رشید کے دربار میں اجتماع ہوگیا خلیفہ ان کی بڑی تعظیم کرتا تھا اس لیے کہ وہ خلیفہ کے معلم واتالیق رہ چکے تھے اور امام ابویوسف کی فقیہانہ شان بھی پیش نظر تھی چنانچہ اس نے قاضی ابویوسف سے سوال کیا کہ آپ اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے اپنی بیوی سے یہ کہا کہ انت طالق، طالق، طالق، (تم کو طلاق ہے، طلاق ہے، طلاق ہے) قاضی صاحب نے جواب دیا کہ یہ ایک طلاق واقع ہوگی، خلیفہ نے پھر کہا کہ اگر وہ یہ کہے کہ انت طالق او طالق او طالق (تم کو طلاق ہے یا طلاق ہے یا طلاق ہے) جواب دیا ایک ہی طلاق ہوگی، ہارون رشید نے یہ سن کر کہا اگر وہ یہ کہے کہ انت طالق ثم طالق ثم طالق (تم کو طلاق ہے پھر طلاق ہے پھر طلاق ہے) جواب دیا ایک ہی ہوگی خلیفہ نے پھر پوچھا کہ اگر وہ یہ کہے کہ انت طالق وطالق وطالق (تم کو طلاق ہے اور طلاق ہے اور طلاق ہے) اس پر قاضی صاحب نے کہا اس صورت میں بھی ایک ہی طلاق ہوگی، یہ سوال وجواب سنکر امام کسائیؒ نے کہا اے امیرالمومنین قاضی ابویوسف نے دو صورتوں میں صحیح جواب دیا لیکن دو صورتوں میں ان کا جواب درست نہیں ہے۔ انت طالق طالق طالق کی صورت میں ایک طلاق کا ہونا اس لیے درست ہے کہ بقیہ دو طلاق کے الفاظ محض تاکید کے لیے ہیں جیسے آپ یہ کہیں کہ انت قائم قائم، قائم۔ (آپ کھڑے ہیں، کھڑے ہیں، کھڑے ہیں) یا یوں کہیں انت کریم کریم

---

[1] ایضاً۔

کریم، اسی طرح اس دوسری شکل میں کہ انت طالق او طالق او طالق میں بھی ایک ہی طلاق واقع ہوگی کیونکہ او کا حرف شک کے لیے ہے اس لیے ایسے لفظ سے جس سے یقین ظاہر ہوتا ہے ایک طلاق ہوگی بقیہ کا عمل نہیں مانا جائے گا اور اس قول میں کہ انت طالق ثم طالق ثم طالق میں تین طلاقیں واقع ہوں گی۔ اس لیے کہ اس میں نسق و ترتیب پائی جاتی ہے اور یہی بات دوسرے قول انت طالق و طالق و طالق میں بھی پائی جاتی ہے اس لیے اس صورت میں بھی تین طلاقیں واقع ہوں گی۔[1]

ان واقعات سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ امام کسائی کو فقہ میں بھی کتنا درک حاصل تھا۔

خلفاء سے ربط و تعلق

امام کسائی کے خلیفہ مہدی، ہارون الرشید، امین و مامون اور یحیی بن خالد وغیرہ سے بڑے اچھے مراسم و تعلقات تھے اور وہ سب بھی ان کی بڑی عزت و قدر کرتے تھے اس کی ابتداء یوں ہوئی کہ مہدی نے ہارون کی تعلیم کے لیے ایک اتالیق رکھا تھا ایک دن اس سے پوچھا کہ السواك کا امر کیا ہوگا اس نے کہا استك یا امیر المؤمنین، اس پر مہدی نے اناللہ پڑھی اور کسی اچھے عالم اتالیق کی خواہش ظاہر کی کسی نے امام کسائی کے بارے میں بتایا اور یہ بھی بتایا کہ ابھی جلد ہی وہ دیہاتوں سے واپس آئے ہیں خلیفہ نے انھیں طلب کیا اور ان سے بھی یہی سوال کیا کہ السواك کا امر کیا ہوگا امام کسائی نے کہا سك اے امیر المؤمنین اس پر خلیفہ نے تعریف و تحسین کی اور دس ہزار درہم دینے کا حکم دیا۔[2]

ایک دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ امام کسائی جب نجد و تہامہ اور حجاز کے دیہاتوں سے لغت و عربیت کے حصول کے بعد واپس آئے تو مہدی نے اپنے پاس بلوایا اور مقرب خاص بنایا اور اپنے لڑکے کا اتالیق مقرر کیا۔[3]

پھر خود ہارون رشید نے اپنے بیٹوں امین اور مامون کی تعلیم کے لیے مقرر کیا۔[4] انھیں

---

[1] نزہۃ الالباء ص ۹۱ تا ۹۳ [2] ایضاً ص ۸۷ تا ۸۸

[3] احمد حسن زیات، تاریخ الادب العربی (ترجمہ و تلخیص) ڈاکٹر طفیل احمد مدنی ص ۳۲۲

[4] الفہرست ص ۹۷

دربار خلافت میں بڑا اثر و رسوخ اور قدر و منزلت حاصل تھی[1] جاحظ کا بیان ہے کہ

کان اثیرا عند الخلیفة حتی اخرجه من طبقة المؤدبین الی طبقة الجلساء والموانسین[2]	امام کسائی کو خلیفہ کے یہاں بڑا اثر و رسوخ حاصل تھا وہ دربار شاہی کے محض ایک معلم ہی نہ تھے بلکہ ان کو ہم نشین و جلیس کا رتبہ ملا ہوا تھا۔

علامہ ذہبی لکھتے ہیں:۔

وکان فی الکسائی تیه وحشمة لما نال من الریاسة باقراء محمد الامین ولد الرشید وتادیبه ایضا للرشید فنال مالم ینله احد من الجاه والمال والاکرام وحصل له ریاسة العلم والدنیا[3]	امام کسائی کو ہارون الرشید کے فرزند امین کے معلم اور خود ہارون کے مؤدب ہونے کی بنا پر دربار میں وہ اعزاز و اکرام اور جاہ و منزلت حاصل تھی جو کسی اور کو نہیں ملی تھی وہ علم اور دنیا دونوں کی ریاست کے جامع تھے۔

اکثر تذکرہ نگاروں نے صرف امین کی اتالیقی کا ذکر کیا ہے مگر ابن الندیم نے امین اور مامون دونوں کی اتالیقی کا ذکر کیا ہے،[4] علامہ شبلی نعمانی نے بھی لکھا ہے کہ مامون نے امام کسائی سے فن نحو و ادب کی تعلیم حاصل کی[5]

مامون نے امام کسائی سے قرآن کی بھی تعلیم حاصل کی علامہ شبلی نعمانی لکھتے ہیں کہ مامون جب قریبًا پانچ برس کا ہوا تو بڑے اہتمام سے اس کی تعلیم و تربیت شروع ہوئی دربار میں جو علماء اور مجتہدین فن موجود تھے ان میں سے دو شخص یعنی کسائی نحوی اور یزیدی قرآن پڑھانے کے لیے مقرر ہوئے[6]

علامہ شبلی نے اپنی تصنیف المامون میں امام کسائی کے پڑھانے کا طریقہ بھی لکھا ہے اسے یہاں اس لیے نقل کیا جاتا ہے کہ اس سے امام کسائی کی عظیم المرتبت شخصیت کی قدرے

۱۔ احمد حسن زیات محولہ بالا
۲۔ الاعلام ۴/۲۸۳
۳۔ معرفۃ القراء ۱/۱۲۳
۴۔ الفہرست ص ۹۷
۵۔ المامون ص ۶۲
۶۔ ایضاً ص ۲۱

اور وضاحت ہوتی ہے۔ وہ لکھتے ہیں:۔

کسائیؒ کی تعلیم کا طریقہ یہ تھا کہ مامون کو پڑھنے کے لیے کہتا تھا اور آپ چپکا سر جھکائے بیٹھا رہتا تھا مامون کہیں غلط پڑھ جاتا تو فوراً کسائیؒ کی نگاہ اٹھ جاتی اتنے اشارے سے مامون متنبہ ہو جاتا اور عبارت کو صحیح کر لیتا ایک دن سورۃ صف کا سبق تھا۔ کسائیؒ حسب عادت سر جھکائے سن رہا تھا جب مامون اس آیت پر پہونچا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ ۔ (صف: ۲) اے ایمان والو وہ بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں۔

تو بے اختیار کسائیؒ کی نظر اٹھ گئی مامون نے خیال کیا کہ میں نے شاید آیت پڑھنے میں غلطی کی مگر جب پھر مکرر پڑھا تو معلوم ہوا کہ صحیح پڑھی تھی تھوڑی دیر کے بعد کسائیؒ جب چلا گیا تو مامون ہارون کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ اگر حضور نے کسائیؒ کو کچھ دینے کے لیے کہا تھا تو ایفائے وعدہ فرمائیے۔ ہارون نے کہا ہاں اس نے قاریوں کے لیے کچھ وظیفہ مقرر کرنے کی درخواست کی تھی جس کو میں نے منظور بھی کیا تھا کیا اس نے تم سے کچھ تذکرہ کیا مامون نے کہا نہیں۔ ہارون نے پوچھا پھر تم کو کیونکر معلوم ہوا مامون نے اس وقت کا ماجرا عرض کیا[1]

امین اور مامون دونوں امام کسائیؒ کا بڑا ادب و احترام کرتے تھے ایک مرتبہ ہارون رشید نے چپکے سے ان کا معائنہ کیا یہ امین و مامون کو پڑھانے کے بعد کسی کام سے اٹھے تو شہزادوں نے بڑھ کر جوتیاں سیدھی کیں۔ امام کسائیؒ نے ان کے سروں پر دست شفقت رکھا، بوسہ دیا، اور منع کیا کہ آئندہ وہ ایسا نہ کریں۔ یہ واقعہ ہارون نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور پھر جب خلیفہ اپنی مجلس میں آیا تو لوگوں سے دریافت کیا کہ سب سے اچھے خادم کس کے ہیں تو حاضرین مجلس نے کہا امیر المؤمنین کے، تو خلیفہ نے کہا نہیں امام کسائیؒ کے جن کی خدمت امین و مامون کرتے ہیں اور پھر پورا واقعہ کہہ سنایا[2]

امین امام کسائیؒ کا اس قدر خیال رکھتا تھا کہ ایک مرتبہ ان کو صرف سبکی و شرمندگی سے بچانے کے لیے سازش کر ڈالی اور اپنے استاذ کی سبکی نہ ہونے دی، امام کسائیؒ اور سیبویہ کے درمیان ایک مناظرہ ہوا، سیبویہ ماہر قرارت و نحو اور بصری اسکول کے نمائندہ تھے امام کسائیؒ نے سیبویہ

---

[1] المامون ص ۲۱

[2] الفہرست ص ۹۷

سے دریافت کیا کہ کنت اظن الذنبورا اشدلسعا من النحل فاذا ھو ایاھا میں فصاحت کس میں ہے، سیبویہ نے کہا ایاھا کی منصوب ضمیر لانا جائز نہیں صحیح فاذا ھو ھی ہے، بحث آگے بڑھی تو ایک فصیح اللہجہ عرب دیہاتی کو حکم مقرر کیا گیا مگر امین نے سازش کی اور اپنے استاذ امام کسائی کے حق میں فیصلہ کروایا۔ اس واقعہ سے سیبویہ کو سخت صدمہ ہوا اور دل برداشتہ ہو کر بغداد کو خیرباد کہہ دیا اور شیراز چلے گئے اور وہیں چالیس سال کی عمر میں وفات پائی[1]

خطیب بغدادی اور کلیمنٹ ہارٹ نے بھی سیبویہ کی موت کا سبب اسی سازش کو قرار دیا ہے[2]

زہد وورع

امام کسائی بعض واقعات کی روشنی میں زہد وورع اور نیکی وشرافت کے نمونہ معلوم ہوتے ہیں ان کے شاگرد فرار کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ امام کسائی سے ملاقات کی دیکھا تو وہ رو رہے تھے۔ میں نے رونے کی وجہ پوچھی تو امام کسائی نے کہا یہ بادشاہ یحیی ابن خالد مجھے بلاتا ہے کہ کسی چیز کے بارے میں سوال کرے اگر میں اس کا جواب دینے میں دیر کروں گا تو مجھ پر اس کا عتاب ہوگا اور اگر جواب دینے میں جلدی کروں تو مجھے غلطی کا خطرہ ہے میں نے کہا اے ابوالحسن آپ سے کون معترض ہوگا آپ تو کسائی ہیں۔ امام کسائی نے اپنی زبان پکڑلی اور کہا اے اللہ تو اس زبان کو کاٹ۔ اگر میں ایسی بات کہوں جس کا مجھے علم نہ ہو[3]

امام کسائی گو دربار سے وابستہ تھے مگر ان کے اندر سوائے لباس کے کسی اور قسم کی تبدیلی نہیں آئی تھی، تبدیلی لباس پر بعض علمائے کوفہ نے تنقید کی اور کہا اے ابوالحسن یہ کون سا لباس ہے تو انھوں نے کہا:

ادب من ادب السلطان لا	یہ دربار شاہی کا ایک شعار ہے جو دین کو
یثلم دینا ولا یدخل فی	نقصان نہیں پہنچاتا اور نہ بدعت ہے

---

[1] وفیات الاعیان ۲/۱۰۴ [2] تاریخ بغداد ۱۲/۱۰۵

Clement Huart A History of Arabic Literature P.139

[3] نزہۃ الالبار ص۹۳

بدعۃ ولا یخرج عن سنۃ[1] اور نہ ہی سنت کے خلاف ہے۔

تصانیف

امام کسائیؒ نے درس وتدریس کے علاوہ تصنیف وتالیف میں بھی حصہ لیا اور علم قرآت ونحو سے متعلق متعدد کتابیں یادگار چھوڑی ہیں ان کی جن کتابوں کے نام معلوم ہو سکے وہ یہ ہیں۔

۱۔کتاب معانی القرآن[2]: ابوعمر دوری فرماتے ہیں کہ یہ کتاب میں نے مسجد سواقیین بغداد میں ابومسحل، طوال اور سلمہ وغیرہ کے سامنے پڑھی تھی اس کتاب کے بارے میں ابومسحل فرماتے ہیں:

لو قری ھذا الکتاب عشر مرات	یہ کتاب اگر دس مرتبہ بھی پڑھی جائے تب
لاحتاج من قرأہ ان	بھی اس کے پڑھنے والے کو اس کی ضرورت
یقرأہ[3]	باقی رہے گی۔

۲۔مختصر فی النحو، ۳۔کتاب الحدود فی النحو[4]، ۴۔کتاب القرآت، ۵۔کتاب العدد، ۶۔کتاب النوادر الکبیر، ۷۔کتاب النوادر الاوسط، ۸۔کتاب النوادر الاصغر، ۹۔کتاب الہجاء، ۱۰۔کتاب مقطوع القرآن وموصلہ، ۱۱۔کتاب المصادر، ۱۲۔کتاب الحروف، ۱۳۔کتاب الہیات، ۱۴۔کتاب اشعار المعاناۃ، ۱۵۔المتشابہ فی القرآن، ۱۶۔کتاب اختلاف العدد[5]، ۱۷۔کتاب الآثار[6]

۱۸۔ماتلحن فیہ العوام: یہ ایک مختصر رسالہ ہے جو ۱۶ صفحات پر مشتمل ہے اور اغلاط عام سے متعلق ہے اپنے موضوع کے لحاظ سے غالباً یہ سب سے قدیم ترین تصنیف ہے اس کا مخطوطہ کتب خانہ برلن میں ہے اسے بروکلمان (Brockelman) نے رسالہ (Zeitschr. F. Assyrial) کے شمارہ ۱۲ ۱۸۹۸ء میں ص ۲۹ تا ۴۶ پر شائع کیا تھا بعد ازاں عبدالعزیز میمنی کی تصحیح سے دوبارہ شائع ہوا جسے مجلہ الآشوریہ برلن نے شائع کیا تھا[7]
ان کتابوں کے علاوہ بھی مختلف کتابیں اور رسالے تھے لیکن ہم ان کی تفصیلات سے

---

[1] تاریخ بغداد: ۱۱/۴۱۱
[2] تہذیب التہذیب: ۷/۳۱۳
[3] تاریخ بغداد ۱۱/۴۱۱
[4] الاعلام ۴/۲۸۳ ونزہۃ الالباء ص ۸۷
[5] ایضاً وتہذیب التہذیب ۷/۳۱۳ وغایۃ النہایہ ۱/۵۳۹ ومعرفۃ القراء ۱/۱۲۱
[6] تاریخ بغداد ۱۱/۴۰۴
[7] الاعلام ۴/۲۸۳ واردو دائرہ معارف اسلامیہ ۱۷/۲۶۵

محروم ہیں۔ بعد میں ان کی شخصیت اور فن پر بھی متعدد کتابیں لکھی گئیں۔

وفات

امام کسائیؒ نے ۱۸۹ھ؁ میں رے کے قریب قریہ انبویہ میں خلیفہ کے ساتھ خراسان جاتے ہوئے ستر سال کی عمر میں وفات پائی[۱] ان کا مزار قریہ رَی میں ہے[۲]

اسی دن ان کے خالہ زاد بھائی اور مشہور فقیہہ امام محمد بن حسن شیبانی نے بھی یہیں وفات پائی اسی پر خلیفہ نے کہا تھا کہ ہم نے فقہ اور نحو دونوں کو ایک ہی دن شہر رَی میں دفن کر دیا[۳]

صاحب تذکرۃ النحاۃ نے جائے وفات طوس لکھا ہے[۴] مگر یہ درست نہیں ہے سنہ وفات سے متعلق ۱۸۰ھ، ۱۸۱ھ، ۱۸۲ھ، ۱۸۳ھ، ۱۸۵ھ، ۱۸۸ھ اور ۱۹۲ھ کے بھی اقوال ملتے ہیں مگر درست ۱۸۹ھ ہی ہے کیونکہ متعدد علماء، حفاظ اور اصحاب تذکرہ و تاریخ نے اسی کو درست قرار دیا ہے[۵]

علامہ شبلی کی ایک تحریر سے اندازہ ہوتا ہے کہ امام کسائیؒ کی نماز جنازہ ہارون رشید کے حکم سے شہزادہ مامون نے پڑھائی[۶]

چونکہ امام کسائیؒ اور امام شیبانی دونوں نے ایک ہی دن انتقال کیا اس لیے مرثیہ نگاروں نے مشترکہ مرثیہ بھی لکھا ابو محمد یزیدی کے مرثیہ کے چند اشعار یہ ہیں:

تصرمت الدنیا فلیس خلود　　　وما قد تری من بهجة ستبید

دنیا ختم ہو رہی ہے اس کو دوام و بقا نہیں، اور اس کی جو رنگینیاں بھی ہم دیکھ رہے ہیں وہ جلد ہی ختم ہونے والی ہیں۔

لکل امرئ کأس من الموت مترع　　　وما ان لنا الا علیه ورود

ہر نفس کو موت کا مزہ چکھنا ہے، ہم سب کو اسی راہ سے گزرنا ہے۔

۱؎ غایۃ النہایۃ ۱/۵۳۹ ومعرفۃ القراء ۱/۱۲۸ وشرح شاطبی ص ۱۵

۲؎ مرآۃ الجنان ۱/۴۲۲　　　۳؎ البدایہ والنہایہ ۱۰/۲۰۲

۴؎ تذکرۃ النحاۃ ص ۱۵　　　۵؎ ایضاً

۶؎ المامون ص ۲۶

الم ترشیبا شاملا ینذر البلی | وان الشباب الغض لیس یعود
کیا ہم دیکھتے نہیں کہ بڑھاپا موت کی خبر دیتا ہے اور بھرپور جوانی کبھی لوٹ کر نہیں آتی

سنفنی کما افنی القرون التی خلت | فکن مستعدا فالفناء عتید
جس طرح پچھلے لوگ فنا ہو گئے اسی طرح ہم بھی فنا ہو جائیں گے پس اس کے لیے تیار رہو۔

اسیت علی قاضی القضاۃ محمد | وفاضت عیونی والعیون جمود
ابھی میں نے قاضی القضاۃ محمد کا ماتم کیا، اور میری آنکھوں نے ان پر آنسو بہائے ہیں یہاں تک کہ وہ خشک ہو گئے۔

وقلت اذا ما الخطب اشکل من لنا | بایضاحہ یوما وانت فقید
اور میں نے کہا اب ہماری مشکلیں کون حل کرے گا، جب آپ نہیں رہے۔

واقلقنی موت الکسائی بعدہ | وکادت بی الارض القضاء تمید
اس کے بعد کسائی کی موت نے ہم کو رنجیدہ کیا، گویا یہ سلسلہ دراز ہوتا جا رہا ہے

واذھلنی عن کل عیش ولذۃ | وارق عینی والعیون ھجود
اس غم نے زندگی کے ہر آرام اور ہر لذت کو بھلا دیا اور میری نیند اڑا دی

ھما عالمانا اودیا وتخرما | فما لھما فی العالمین ندید
یہ دونوں ہمارے بڑے عالم تھے جو گذر گئے، دنیا میں ان کا کوئی ہمسر نہ تھا

فحزنی متی یخطر علی القلب خطرۃ | بذکرھما حتی الممات جدید[1]
میری زندگی کے آخری لمحے تک جب بھی ان کی یاد آئے گی، اس سے میرا غم تازہ ہو جائے گا۔

بشارتیں

ابومسعل کا بیان ہے کہ میں نے خواب میں امام کسائی کی زیارت کی وہ چاند کی طرح روشن تھے میں نے دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا تو امام کسائی نے کہا قرآن پاک کی وجہ سے میری مغفرت فرمادی میں نے دریافت کیا امام حمزہؒ کے ساتھ کیا معاملہ ہوا تو انھوں نے کہا کہ وہ مقام علیین میں ایک روشن ستارے کی طرح ہیں۔[2]

حمدان سے مروی ہے کہ ایک شخص امام کسائی کی غیبت کرتا تھا اسے منع کیا گیا بعد میں

---

[1] غایۃ النہایۃ ۱/۵۴۰ [2] تاریخ بغداد ۱۱/۴۱۴

اسے کہتے ہوئے سنا گیا کہ ایک رات میں نے امام کسائی کی زیارت کی ان کا چہرہ چاند کی طرح چمک رہا تھا میں نے دریافت کیا کہ آپ کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے کیا معاملہ فرمایا تو انھوں نے کہا کہ میری مغفرت فرمائی اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا قرب عطا کیا تو آپؐ نے پوچھا تم کسائی ہو میں نے کہا ہاں تو آپؐ نے فرمایا پڑھو میں نے کہا کیا پڑھوں تو انھوں نے فرمایا پڑھو "وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا فَالتّٰلِيٰتِ ذِكْرًا اِنَّ اِلٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ" پھر اپنا دست مبارک میرے کاندھے پر رکھا اور فرمایا:

لاباهين بك الملائكة غدا[1] میں کل تمہارے ذریعہ فرشتوں پر فخر کروں گا

محمد بن یحیٰ کہتے ہیں کہ میں نے عبدالرحمٰن بن جریش سے سنا کہ انھوں نے امام کسائی کو خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا تو امام کسائی نے کہا قرآن کی وجہ سے میری مغفرت فرمادی[2]۔

---

[1] نزہۃ الالباء ص ۹۰، ۹۱ [2] نزہۃ الالباء ص ۹۴

مولانا سید جلال الدین عمری کی تصنیف
اسلام اور وحدتِ بنی آدم کا انگریزی ترجمہ

Islam & Unity of Mankind

ڈاکٹر محمد رفعت کے قلم سے۔ جس میں درج ذیل مباحث کا احاطہ کیا گیا ہے۔
○ انسانی سماج میں انتشار کے اسباب کیا ہیں؟ ○ غلط اور محدود مقاصد زندگی کے نتائج کیا ہیں؟ ○ انسانی وحدت کی اسلامی بنیاد کیا ہے؟ ○ عالمی برادری کے تصور کی خامیاں کیا ہیں؟ ○ انسانی معاشرہ میں اتحاد و یکجہتی کس طرح پیدا ہو سکتی ہے؟ ○ انسانی تفوق و امتیاز کی اصل بنیاد کیا ہو سکتی ہے؟ ○ انسانی اجتماعیت کو کون سی چیزیں پارہ پارہ کرتی ہیں۔ یہ وہ اہم مباحث ہیں جو اس کتاب کا حصہ ہیں۔ انتشار و افتراق کے شکار اس سماج میں اس کتاب کی اشاعت انسانیت کی ایک اہم خدمت ہے۔ ہندی میں اس کا ترجمہ इस्लाम और मानव एकता کے نام سے شائع ہو رہا ہے۔ آفسٹ کی طباعت۔ قیمت صرف ۷/ روپے
پتہ: ادارہ تحقیق و تصنیف اسلامی۔ پان والی کوٹھی۔ دودھ پور۔ علی گڑھ